اصحاب الحدیث
www.ashabulhadith.com
free authentic Urdu lectures
AshabulHadith.com
Study Circle

تین بڑی غلط فہمیوں کا مفصل جواب

08: مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ: صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً ۔ أَمَّا بَعْدُ:

کشف الشبہات لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمہ اللہ کی اس پیاری سی کتاب کی شرح کا درس جاری ہے اور ہم پہنچے تھے پچھلے درس میں "وَهَذَا جَوَابٌ جَيِّدٌ سَدِيدٌ ، وَلَكِنْ لا يَفْهَمُهُ إلاَّ مَنْ وَفَّقَهُ اللهُ فَلا تَسْتَهِنْ بِهِ"(یہ ایک سیدھا سادا سا جواب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے وہی اس کو سمجھے گا یہ معمولی جواب نہیں ہے)۔

آگے شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَإِنَّهُ كَمَا قَالَ تَعَالَى"(اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں):

﴿وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ٱلَّذِينَ صَبَرُوا۟ وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ﴾ (فصلت:35)

(یہ بات ان لوگوں کو ہی ملتی ہے جنہوں نے صبر کیا اور ان کو ہی ملتی ہے جو بڑے نصیب والے ہیں خوش قسمت ہیں)

یہ کون سا جواب ہے جو سیدھا سادا اور اچھا ہے اور جس جواب سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صرف خوش قسمت لوگ ہی صبر کرنے والے لوگ ہی اس کو حاصل کر سکتے ہیں؟ جواب یہ تھا جیسے پہلے شیخ صاحب رحمہ اللہ نے بیان کیا اور اس کو نوٹ کر لیں یعنی بنیادی باتیں ہیں:

1۔ میں یہ جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں کوئی تناقض contradiction نہیں ہے۔

2۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ ﷺ کے فرمان میں اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں کوئی بھی اختلاف contradiction نہیں ہو سکتا کیوں کہ دونوں وحی ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ آپ ﷺ کی صحیح حدیث اور قرآن مجید کی آیتوں میں کبھی

بھی کوئی بھی اختلاف اور contradiction نہیں ہو سکتا۔ کیوں؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى (3) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾ (النجم: 3-4)۔ یہ ہم بیان کر چکے ہیں پچھلے درس میں۔

3۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ اگر ایک آیت متشابہ ہو اور دوسری محکم ہو تو پھر متشابہ کو محکم کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور غلط فہمی دور ہو جاتی ہے۔ اگر غلط فہمی دور کرنی ہے تو اس کا یہ طریقہ ہے۔
پہلا اسٹپ کہ قرآن مجید کی آیتوں کا آپس میں کوئی contradiction نہیں ہے کوئی اختلاف نہیں ہے کوئی تناقض نہیں ہے۔
دوسرا اسٹپ کہ آپ ﷺ کی صحیح حدیث میں صحیح فرمان میں اور قرآن مجید کی آیت میں کوئی بھی contradiction نہیں ہے اور حدیث کا حدیث سے بھی کوئی contradiction نہیں ہے۔ جو حدیث صحیح ثابت ہو گئی تو کوئی بھی تناقض نہیں ہے۔
تیسرا اسٹپ یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات یا محکم ہیں یا متشابہ ہیں۔ محکم آیات اصل ہیں اور بنیاد ہیں اور جو متشابہ آیات ہیں ان آیات کو محکم کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور پھر عمل کیا جاتا ہے اس کو کہتے ہیں متشابہ کو محکم کی طرف لوٹانا اور محکم پر عمل کرنا۔ جب متشابہ کو محکم کی طرف لوٹا دیتے ہیں تو پھر تشابہ باقی نہیں رہتا۔
اور اسی وجہ سے یہ جواب سیدھا سادا ہے۔ اس میں کوئی نئی چیز ہے؟ کوئی مشکل بات ہے؟ سیدھا سادا جواب ہے لیکن اس کے ساتھ بہت کم لوگ سمجھتے ہیں اسے اس لیے شیخ صاحب نے فرمایا ہے "وَلَكِنْ لا يَفْهَمُهُ إِلاَّ مَنْ وَفَّقَهُ اللَّهُ فَلا تَسْتَهِنْ بِهِ" بہت کم لوگ سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے سمجھ کی۔ آج امت میں جتنے بھی اختلاف ہیں مسائل ہیں اسی بنیاد پر آ جائیں تو امت کا اختلاف رہتا ہے؟ تین چھوٹی سی باتیں ہیں بس کہ جس آیت کو تم دلیل پیش کر رہے ہو اس کو دیکھو کہ وہ محکم ہے یا متشابہ ہے۔ محکم ہے تو الحمد للہ اگر متشابہ ہے تو لوٹاؤ محکم کی طرف۔ اب محکم اور متشابہ کیا ہے میں مثال دے چکا ہوں پچھلے درس میں اسے بیان کر چکا ہوں جس نے نہیں سنا وہ درس دوبارہ سن لے۔ میں نے صرف ایک ہنٹ دیا تھا اگرچہ اس کا جو علم ہے وہ بہت وسیع ہے اس پر کئی درس ہو سکتے ہیں تقریباً دس درس ہو سکتے ہیں صرف متشابہ کو بیان کرنے کے لیے کم سے کم لیکن میں نے طالب علم کو صرف یہ بتایا ہے نشان دہی کی ہے تاکہ اسے پتہ چل جائے کہ محکم کیا ہے اور متشابہ کیا ہے۔ جب متشابہ کو جان لیں گے ہم تو پھر محکم وہی ہو گا جو متشابہ نہیں ہے اور لوٹائیں گے ہم متشابہ کو محکم کی طرف۔

دوسری بات یہ ہے کہ شیخ صاحب رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ یہ جو جواب ہے سیدھا سادا ہے اور اچھا جواب ہے کہ یہ جو باتیں ہیں یہ محکم باتیں ہیں جو یہ تین باتیں ہیں، یہ خود باتیں ہیں پیاری باتیں ہیں اور ان باتوں کی دلیل قرآن اور حدیث میں بھی ہے (قرآن اور صحیح حدیث میں) اور عقل بھی اس کی دلالت کرتی ہے۔ جو کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم دی ہے اگر عقل تھوڑا غور و فکر کرے تو جو یہ تین باتیں ہیں یہ اس کی عقل میں جو نقص ہے اس کو دور کر سکتی ہیں لیکن جو غور و فکر نہیں کرنا چاہتا جسے

اللہ تعالیٰ نے توفیق نہیں دی جو خود بھی نہیں کرنا چاہتا تو پھر وہ اپنے آپ کو بڑے خیر سے محروم کر رہا ہے۔

یہ جو آیت ہے میرے بھائیو بڑی پیاری آیت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (فصلت:34-35) کسی سے اختلاف ہو جائے کسی سے لڑائی جھگڑا ہو جائے تو اس کی مدافعت کرو اس کو دور کرو احسن طریقے سے۔ نتیجہ کیا ہو گا؟ ﴿فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾ نتیجہ یہ نکلے گا حسن اخلاق کا بہترین طریقے سے مسائل کو حل کرنے کا کہ آپ کا جو سب سے بڑا جو دشمن ہو گا ﴿كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾ ایک دوست ہوتا ہے ولی ایک ولی حمیم ہوتا ہے سب سے قریبی اور پیارا دوست۔ ابھی دشمن تھا کیا ہو گیا اسے؟ آپ کے حسن اخلاق نے اسے تبدیل کر دیا دو اچھے لفظوں نے اسے تبدیل کر دیا اس کی زندگی تبدیل ہوئی۔ جو آپ کا ولی حمیم ہو گیا جو دشمن تھا تو دوسرے کے ساتھ دشمنی باقی رکھے گا وہ؟ اس لیے اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں ﴿وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا﴾ دیکھیں آپ نے صبر کیا حسن اخلاق کو پایا اور اس معاملے کو اچھے طریقے سے سلجھایا اور اگر آپ صبر نہ کرتے اور بے صبرے ہوتے تو آپ بھی اس دشمن کی طرح ہوتے اور آپ کی دشمنی بڑھتی جاتی۔ تو سب سے پہلی بنیاد حسن اخلاق کی اور ہر خیر کی صبر ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالْعَصْرِ ۝١ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝٢ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝٣﴾ (العصر:1-3) ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ علم ہے، عمل صالح ہے ﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾ ہے ناممکن ہے مشکل ہے جب تک کہ ﴿وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ نہ ہو۔ تو صبر ہر خیر کی بنیاد ہے، حسن اخلاق کی بنیاد بھی صبر ہے۔ اور صبر پر کون فائز ہو سکتا ہے؟ ﴿وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾ خوش نصیب لوگ خوش قسمت لوگ، خوش اخلاق، صبر، خوش قسمت لوگ۔

آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں "وَأَمَّا الْجَوَابُ الْمُفَصَّلُ" ۔ یہ جو جواب تھا یہ جو ابھی تین پوائنٹ بیان کیے ہیں یہ مجمل جواب ہے۔ جو بھی غلط فہمیاں ہیں جس نے غلط فہمی کا ازالہ کرنا ہے جواب ہے مجمل سب سے پہلے اور پھر جواب المفصل ہے۔ جواب المفصل کے متعلق شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَإِنَّ أَعْدَاءَ اللهِ لَهُمْ اعْتِرَاضَاتٌ" پہلی بات یہ ہے کہ جواب المفصل میں آپ ایک ایک غلط فہمی کو اٹھاتے ہیں اس کو الگ کرتے ہیں دوسری غلط فہمیوں سے اور اس ایک غلط فہمی کے متعلق آپ جواب دیتے ہیں جو اس کے متعلق ہو۔ مجمل میں کیا ہوتا ہو؟ ایک عام جواب ہوتا ہے کہ آپ نے غلط فہمیوں کو سنا ہے ایک عام جواب دیا ایک بیک گراؤنڈ بنایا تاکہ مخالف اس بیک گراؤنڈ کے اندر آ جائے سمجھ لے پھر اس کے بعد جو دوسرا اسٹیپ ہے جواب

المفصل کہ اس غلط فہمی کو جو اس کی غلط فہمیاں ہیں دس ہیں، بیس ہیں، تیس ہیں یا ایک ہے دو ہیں یا جتنی بھی ہیں ان کو الگ الگ کریں اور ایک ایک غلط فہمی کا الگ الگ سے جواب دیں اسے کہتے ہیں جواب المفصل، تفصیل سے جواب۔

"فَإِنَّ أَعْدَاءَ اللهِ لَهُم اعْتِرَاضَاتٌ"(اللہ تعالیٰ کے جو دشمن ہیں ان کے مختلف اعتراضات ہیں) "كَثِيرَة"(بہت سارے اعتراضات ہیں)۔ کس چیز پر؟ "عَلَى دِينِ الرُّسُلِ"(رسولوں کے دین پر) "يَصُدُّونَ بِهَا النَّاسَ عَنْهُ"(لوگوں کو ان اعتراضات سے اللہ تعالیٰ کے دین سے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ کے دین سے روکتے ہیں) "مِنْهَا" (ان میں سے)۔

اب یہ پہلا شبہ ہے جو شیخ صاحب رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اس تفصیلی جواب میں۔

**بڑی غلط فہمی نمبر 1:		وہ کہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتے بلکہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ خالق و رازق اور نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ کہ محمد ﷺ بھی اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں۔تو ان کے بعد شیخ عبد القادر یا ان کے علاوہ دوسروں کا ذکر ہی کیا۔ لیکن چونکہ ہم گناہ گار ہیں اور بزرگوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام و مرتبہ ہے اس لیے ان کے واسطے سے ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں۔**

تو یہاں پر مفصل جواب میں پہلا شبہ ہے یہ "قَوْلُهُمْ" (ان کا یہ کہنا) "نَحْنُ لاَ نُشْرِكُ بِاللّٰهِ" (کہ ہم تو شرک نہیں کرتے ہم شرک کا ارتکاب نہیں کرتے)   "بَلْ نَشْهَدُ اَنَّهُ لا يَخْلُقُ ، وَلا يَرْزُقُ ، وَلاَ يَنْفَعُ ، وَلا يَضُرُّ إلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ" (بلکہ ہم تو یہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں، کوئی رازق نہیں ہے، کوئی نفع کا مالک نہیں، کوئی نقصان کا مالک نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے "وَحْدَهُ" وہ اکیلا ہے "لَا شَرِيكَ لَهُ" اس کا کوئی شریک نہیں)۔کس چیز میں؟ ان چیزوں میں۔کون سی ہیں؟ خلق ہے، رزق ہے، نفع و نقصان ہے یعنی ان کو کیا کہتے ہیں ان چیزوں کو یہ کون سے وصف ہیں؟ ربوبیت کے وصف ہیں۔اور ہم یہ بھی گواہی دیتے ہیں "وأَنَّ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم" (کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ) "لَا يَمْلِكُ لِنَفْسِهِ نَفْعًا، وَلاَ ضَرًّا" (وہ اپنے لیے کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں)   "فَضْلاً عَنْ عَبْدِ الْقَادِرِ ، أَوْ غَيْرِهِ" (شیخ عبد القادر یا ان کے علاوہ دوسروں کا ذکر ہی کیا)۔یعنی جب آپ ﷺ خود اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں تو پھر یہ عبد القادر جیلانی کو یا کسی اور کو پکارتے ہیں تو پھر ان کیا کیا بات باقی رہتی ہے، ہمارا تو یہ عقیدہ ہے۔

یہ ان کا اعتراض ہے جو غلط فہمی ہے۔اب غلط فہمی دیکھیں آگے فرماتے ہیں، اب غلط فہمی یہ ہے پہلے مقدمہ تھا اب غلط فہمی دیکھیں "وَلكِنْ أَنَا مُذْنِبٌ ، وَالصَّالِحُونَ لَهُمْ جَاهٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَأَطْلُبُ مِنَ اللّٰهِ بِهِمْ"۔یہ غلط فہمی ہے (لیکن میں گناہ گار ہوں اور جو نیک اور صالح لوگ ہیں یعنی انبیاء اور اولیاء ہیں ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ ہے اور بلند مرتبہ ہے)   "جَاهٌ" (یعنی درجہ بلند مرتبہ) "عِنْدَ اللّٰهِ" (اللہ تعالیٰ کے ہاں)   "وَأَطْلُبُ مِنَ اللّٰهِ بِهِمْ" (میں اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں ان سے) یعنی ان سے کیا مطلب؟ واسطہ وسیلہ بنا کر۔   "فَجَاوِبْهُ" (جواب یہ ہے)۔اب تفصیلی جواب یہ ہے:

"بِمَا تَقَدَّمَ" جو پہلے میں بیان کر چکا ہوں۔اس سے پہلے عبد القادر جیلانی کون ہیں جانتے ہیں؟ اب نام آیا ہے تو بتا دوں میں۔ عبد القادر، ابن موسیٰ الجیلانی، ان کی ولادت سن 471ھ میں ہوئی اور وفات سن 561ھ میں ہوئی بغداد میں اور یہ شخص جملتاً اہل سنت والجماعت کے علماء میں سے ایک عالم ہے۔ تصوف میں ان سے کچھ غلطیاں ہوئی ہیں لیکن جملتاً اہل سنت والجماعت کے علماء میں ان کا شمار ہوتا ہے اور جس تصوف سے ان کو غلط فہمی ہوئی وہ زہد کی بنیاد پر تھا اس لیے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی

ہوتی ہے کہ جب ہم صوفیت کا رد کرتے ہیں تو کہتے ہیں بعض علماء صوفیت کے متعلق اچھی باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صوفیت نے بڑی خدمت کی ہے شریعت کی۔ تو یہ مغالطہ کسی کو نہ ہو، جو صوفیت آج موجود ہے یہ شرک، بدعات اور خرافات سے بھری ہوئی اور جن علماء نے بعض صوفیوں کی یا بعض صوفیت کی تعریف کی ہے تو یہ وہ صوفی تھے جو صرف نام کے صوفی تھے کام کے نہیں۔ یعنی جن کو یہ مغالطہ ہوا کہ زہد اور صوفیت ایک چیز ہے۔ زہد کا مطلب ہے دنیا کی لذتوں کو چھوڑ دینا اور یہی ہے وہ دنیا کی لذتوں کو چھوڑتے تھے دنیا کو نہیں چھوڑتے تھے، وہ

کبھی بھی ایک بادام پر چالیس سال گزارا نہیں کرتے تھے، وہ کبھی بھی بدعات و خرافات اور شرکیہ اقوال یا افعال کا ارتکاب نہیں کرتے تھے اور کیوں کہ اس زمانے میں صوفیت مشہور و معروف تھی تو لوگوں نے انہیں صوفی کہنا شروع کر دیا جیسے کہ دوسرے صوفی تھے اور ان لوگوں نے بھی اس لیے اعتراض نہیں کیا کیوں کہ وہ سمجھتے تھے کہ جو صوفی لفظ ہے وہ زاہدوں کے لیے آج کل کے دور میں استعمال ہوتا ہے لیکن اگر وہ یہ جان لیتے کہ صوفی وہ ہیں جیسے آج ہیں شرک، بدعات اور خرافات کا ارتکاب کرنے والے ہیں تو وہ کبھی بھی اپنے نام کے ساتھ صوفی گوارا نہ کرتے۔

تو جواب شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس غلط فہمی کا "بِمَا تَقَدَّمَ" کیا ہے؟ یہ جواب مجمل ہے پہلے وہ جواب دیا پھر شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

1۔ "وَهُوَ أَنَّ الَّذِينَ قَاتَلَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مُقِرُّونَ بِمَا ذَكَرْتُ" اب تفصیلی کیا جواب ہے کہ (مشرکین عرب جن کے خلاف نبی کریم ﷺ نے جنگ کی ہے ان کا مقاتلہ کیا ہے کیا وہ ان چیزوں کا اقرار نہیں کرتے تھے جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں)۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں، کوئی رازق نہیں، کوئی تدبیر کرنے والا نہیں، کوئی نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ "وَمُقِرُّونَ أَنَّ أَوْثَانَهُمْ لاَ تُدَبِّرُ شَيْئًا" (وہ اس چیز کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ جو ان کے بت ہیں جن کو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں وہ جو بت ہیں وہ جو معبود ہیں ان کے وہ کچھ بھی تدبیر نہیں کرتے (تدبیر صرف اللہ تعالیٰ تعالیٰ کرتا ہے))۔ "وَإِنَّمَا أَرَادُواالْجَاهَ وَالشَّفَاعَةَ" انہوں نے کیوں ان کو پکارا؟(صرف اس لیے کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا بلند مرتبہ ہے اور یہ ان سے شفاعت طلب کرتے ہیں)۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَاقْرَأْ عَلَيْهِ مَا ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَوَضَّحَهُ" (اور پھر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے، اپنی کتاب کریم میں اس کو بتاؤ سناؤ اور وضاحت کے ساتھ)۔ آیتیں تو قرآن تو سب پڑھتے ہیں آج ہر مسلمان قرآن مجید پڑھتا ہے لیکن کیا سب سمجھ کر پڑھتے ہیں؟ تدبر کے ساتھ پڑھتے ہیں؟ واللہ میرے بھائیو اگر قرآن مجید کو صحیح تدبر کے ساتھ صحیح سمجھ کے ساتھ اور صحیح سمجھ وہ ہے جو سلف الصالحین کی سمجھ ہے جیسے سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے سمجھا، جیسے

سیدنا عمر فاروق رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡہ نے سمجھا، جیسے عثمان غنی رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡہ نے سمجھا، جیسے سیدنا علی بن ابی طالب رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡہ نے سمجھا ہے جیسا کہ صحابہ کرام علیہ السلام نے سمجھا ہے اگر اس طریقے سے سمجھنا شروع کر دیں قرآن مجید کو تو واللہ اس امت میں یہ جو افراتفری اور یہ جو شر ہے انتشار ہے جو تفرقہ ہے جو مسلمان مسلمان آپس میں جانی دشمن نظر آرہے ہیں واللہ سب ختم ہو جائے گا۔ قرآن کی بات سب کرتے ہیں حدیث کی بات سب کرتے ہیں لیکن سمجھ کی مصیبت ہے ہماری سمجھ میں اختلاف ہے اور سمجھ میں کھوٹ ہے۔ دیکھیں سمجھ میں تو اختلاف ہونا ہے ہماری عقلیں برابر نہیں ہیں لیکن جب کھوٹ بھی شامل ہو جاتی ہے، ہوا نفس بھی شامل ہو جاتی ہے، جہالت بھی شامل ہو جاتی ہے اور پتہ نہیں کون کون سی مصیبتیں شامل ہو جاتی ہیں جو رکاوٹوں کی دیواریں کھڑی کر دیتی ہے صحیح سمجھ میں پھر مصیبت آتی ہے اور پھر یہ انتشار پھیلتا ہے۔

تو جب وضاحت کرتے ہیں قرآن اور حدیث کی وضاحت کی اس میں جو بنیادی بات ہے یاد رکھیں کہ قرآن مجید کی آیات پڑھیں اس کا صحیح ترجمہ بتائیں اس کی صحیح تفسیر بتائیں اور صحیح تفسیر ملے گی صحابہ کرام علیہ السلام اور سلف الصالحین کے اقوال سے۔ اپنی رائے یا اپنی عقل سے نہیں یاد رکھیں نہ کشف سے، نہ وجد سے نہ خوابوں سے۔ قرآن مجید کی تفسیر خوابوں سے نہیں کی جاتی، قرآن مجید کی تفسیر آپ لوگوں کے وجد یا کشف سے نہیں کی جاتی، کسی مجید کی تفسیر کسی عالم کے قول سے نہیں کی جاتی جو اپنی مرضی سے کرے ہاں اگر اس کے قول میں کوئی دَم ہے کوئی بنیاد ہے کہ قرآن کی قرآن سے تفسیر کرنا صحیح، قرآن کی صحیح حدیث سے تفسیر کرنا صحیح، قرآن کی آیات کی تفسیر صحابہ کرام علیہ السلام کے اقوال سے کرنا صحیح، قرآن کی تفسیر تابعین و اتباع التابعین اور سلف الصالحین کے اقوال سے کرنا صحیح، قرآن کی تفسیر عربی لغت سے کرنا یہ بھی صحیح ہے بشرطیکہ سلف کے اقوال سے سلف کی تفسیر سے ٹکرائے نہیں لیکن اپنی مرضی سے بغیر کسی بنیاد کے بغیر کسی حجت کے بغیر کسی علم کے بغیر کسی کتاب منیر کے اپنی طرف سے کوئی بھی معنی پہلے سمجھ لینا اپنی ہوا نفس کے مطابق پھر اس کو لوگوں کو بیان کرنا اور پھر اس پر عمل کرنا اس کی طرف دعوت دینا یہ بڑی مصیبتیں ہیں واللہ۔

تو شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَاقْرَأْ عَلَيْهِ مَا ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ ، وَوَضَّحَهُ" ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم قرآن کی آیت بتاتے ہیں بطور دلیل لیکن وضاحت نہیں کرتے، ایک مسئلہ ہمارا بھی ہے۔ اس لیے شیخ صاحب رحمہ اللہ نے اس کو "وَوَضَّحَهُ" وضاحت کے ساتھ اگر وضاحت نہیں کرتے تو پھر آپ بیان بھی نہ کریں۔

اگر آپ نے کسی سے گفتگو کرنی ہے کسی کی غلط فہمی دور کرنی ہے تو میرے بھائی غلط فہمیاں علم سے دور کی جاتی ہیں بغیر وضاحت کے علم نہیں ہوتا، صرف ترجمہ پڑھنے میں علم نہیں ہوتا ترجمہ کافی نہیں ہے۔ آپ نے کسی کی غلطی کی نشان دہی کرنی ہے اچھی بات ہے الدين النصيحة پر عمل کرنا ہے تو اچھی بات ہے اس لیے نصیحت سے ہم لوگ اچھے ہوتے ہیں۔ ہم سب غلطیوں سے بھرے ہوئے ہیں کوتاہیاں ہم سب سے ہوتی ہیں لیکن یہ غلطیاں کیسے دور ہوں گی؟ جب آپ اور آپ اور میں سب

مل کر ایک دوسرے کی غلطی کو دیکھیں گے نشاندہی کریں گے اور آگاہ کریں صحیح طریقے سے ﴿اِدۡفَعۡ بِالَّتِيۡ هِيَ اَحۡسَنُ﴾ (فصلت:34)۔ بہترین طریقے سے نرمی سے پیار سے لیکن جب آپ کو علم ہی نہیں ہے پتہ ہی نہیں ہے تو پھر آپ کیا نشاندہی کریں گے۔

بعض ہمارے ساتھی بڑے جوشیلے ہیں غلطی دیکھتے ہیں اور جلدی سے اس کو رد کر دیتے ہیں رد کرنا چاہتے ہیں اور سامنے والا ایک سوال پوچھ لیتا ہے اب اس جوشیلے ساتھی کے پیروں تلے زمین نکل جاتی ہے قیامت ٹوٹ پڑتی ہے جواب اس کے پاس ہے نہیں تو پریشان ہو جاتا ہے۔ دیکھیں پہلے آپ نشاندہی کریں آپ کے پاس جواب ہے دینے کا تو دیں علمی جواب صحیح طریقے سے جتنا آپ جانتے ہیں اگر نہیں ہے تو علماء سے رجوع کریں اور ان سے رہنمائی حاصل کریں۔ تو وضاحت کی یہ جو بات شیخ صاحب رحمہ اللہ نے کی ہے یہ بڑی اہم ہے بڑی اہمیت کا یہ ایک لفظ ہے بڑی اہمیت ہے اس ایک لفظ کی۔

کون سی آیات ہم پڑھ کر سنائیں؟ وضاحت کے ساتھ شیخ صاحب رحمہ اللہ نے بیان کر دیا ہے لیکن آگے تفصیل بیان نہیں کی ہے۔ کون سی آیات مراد ہے؟ جن آیات میں توحید کا حکم دیا گیا ہے اور شرک سے منع کیا گیا ہے، جن آیات میں شرک کا سبب بیان کیا گیا ہے ان آیات کو بیان کریں وضاحت کے ساتھ۔ یعنی اس کو یہ بیان کریں کہ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کیوں بھیجے ہیں؟ اپنی کتابیں کیوں نازل فرمائی ہیں؟ اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں قرآن مجید میں؟ کیا میں نے اپنے رسول اور اپنی کتابیں صرف اس لیے نازل فرمائی ہیں اپنے رسول صرف اس لیے بھیجے ہیں تاکہ لوگوں کو جاکر یہ سمجھائیں کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے ،مالک ہے، تدبیر کرنے والا ہے؟ یہ قرآن مجید آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے آپ بھی یہ قرآن پڑھتے ہیں اور میں بھی یہ قرآن پڑھتا ہوں مجھے دکھائیں کہ کہاں پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ میں نے اپنے سارے رسول یا ایک رسول صرف اس لیے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو جاکر یہ تعلیم دے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے، مالک ہے، تدبیر کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں، کوئی مالک نہیں، کوئی تدبیر کرنے والا نہیں؟

یہ پورا قرآن مجید ہے (یا تورات یا انجیل جو صحیح صورت میں تھیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں اب تو یہ تحریف شدہ ہیں) اس میں کہیں پر مجھے ایک آیت دکھا دیں قرآن مجید میں جہاں پر اللہ تعالیٰ نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ میں نے قرآن صرف اس لیے نازل فرمایا ہے اپنی کتابیں صرف اس لیے نازل فرمائی

ہیں تاکہ لوگوں کو یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے اور اللہ تعالیٰ سوا کوئی ربّ نہیں ہے؟ قرآن مجید میں ہمیں کیا ملتا ہے؟ برعکس، دیکھیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِيۡٓ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ﴾ (الانبیاء:25)

(اور ہم نے نہیں بھیجا اے میرے پیارے پیغمبر ﷺ آپ سے پہلے ﴿مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ کسی بھی رسول کو۔ ﴿مَآ﴾ نافیہ ہے ﴿رَّسُوْلٍ﴾ نکرہ ہے، "النکرہ فی سیاق النفی" عموم کے لیے ہے یعنی سارے کے سارے رسول، کوئی بھی رسول نہیں بھیجا الا یہ کہ۔ کیا دے کر بھیجا ہے؟ ﴿اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ﴾ (ہم نے یہ وحی نازل فرمائی ہے)۔ کیا بنیادی وحی نازل فرمائی ہے؟ ﴿اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ یعنی "فاعبدونی" کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اکیلے میری ہی عبادت کرنا کسی اور کی عبادت نہ کرنا۔ اسے کہتے ہیں توحید عبادت۔

یہ ایک آیت ہی کافی ہے لیکن بہت ساری آیات ہیں۔ سورۃ ھود میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہر نبی کا ذکر کرنے کے بعد ﴿وَاِلٰي ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ (ھود:61) (ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا)۔ کیا دے کر بھیجا؟ ﴿اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ (ایک اللہ کی عبادت کرو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارا معبود برحق نہیں ہے)۔ اور پھر یہ قصہ ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام اور جتنے بھی انبیاء علیہ السلام کا ذکر گیا ہے یہی سب سے پہلا پیغام ہے ﴿اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾۔

اور پھر آگے شیخ صاحب رحمہ اللہ خود بیان کرتے ہیں میں ابھی بیان کروں گا کہ مشرکوں کے شرک کی وجہ کیا تھی کہ وہ ان کو وسیلہ سمجھتے تھے؟ ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر:3) (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے الا یہ کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کردیں)۔ ﴿هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (یونس:18) (یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں)۔ تو دونوں باتوں میں کیا فرق ہے؟ آپ کی بات میں اور ان کی بات میں کوئی فرق ہے؟

بڑی غلط فہمی نمبر 2: وہ کہتے ہیں کہ یہ آیتیں تو ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو بتوں کی پرستش کرتے تھے آپ انبیاء و صالحین کو بتوں جیسا کیوں بناتے ہیں؟

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں، دوسری غلط فہمی نشاندہی کرلیں نوٹ کرلیں تفصیل میں جو دوسری غلط فہمی ہے:

2۔ "فَإِنْ قَالَ هَؤُلَاءِ" (اگر یہ لوگ یوں کہیں) "الآيَاتِ نَزَلَتْ فِيمَنْ يَعْبُدُ الأَصْنَامَ" (یہ آیتیں تو نازل ہوئی ہیں ان کے لیے جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں) "كَيفَ تَجْعَلُونَ الصَالِحِينَ مِثْلَ الأَصْنَامِ" ؟ (تو تم لوگ جو صالح اور بزرگ ہیں (انبیاء، اولیاء اور فرشتے ہیں) ان کو بتوں کے ساتھ کیسے برابر کر دیتے ہو)!؟ تم نے تو انبیاء اور صالحین کو اولیاء اللہ کو انبیاء کو فرشتوں کو برابر کر دیا ہے بتوں کے! "أَمْ كَيْفَ تَجْعَلُونَ الأَنْبِيَاءَ أَصْنَاماً" !؟ (بلکہ یہ بتاؤ کہ انبیاء کو تم لوگ بت کیسے بنا چکے ہو)!؟ "فَجَاوِبْهُ بِمَا تَقَدَّمَ" جو کچھ پہلے ذکر ہوا وہی جواب ہے، یہ ابھی تک جو بات ہوئی ہے۔

جو دوسری غلط فہمی ہے اس کا جواب ہمیشہ شروع سے دیا کریں، وہ ہے مجمل جواب پھر تفصیل میں جو ابھی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں کیوں نازل فرمائی ہیں؟ اور اپنے رسول کیوں بھیجے ہیں؟ بنیادی علم کیا تھا؟

"فَإِنَّهُ إِذَا أَقَرَّ" ۔ اور یہ بھی بیان کر دیں جو پچھلے جواب میں تھا کہ ابو جہل اور ابو لہب مشرکین عرب جو ہیں وہ سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کو واحد ربّ مانتے تھے تو یہ جواب "بِمَا تَقَدَّمَ" جو پہلے گزر چکا ہے۔ "فَإِنَّهُ إِذَا أَقَرَّ" (پھر یہ شخص اگر اقرار کرلے (جو مخالف ہے جس کی یہ غلط فہمی ہے)) "أَنَّ الْكُفَّارَ يَشْهَدُونَ بِالرُّبُوبِيَّةِ كُلِّهَا لِلَّهِ" (کہ جو کوفر ہیں وہ گواہی دیتے ہیں وہ اقرار کرتے ہیں کہ ساری کی ساری ربوبیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ساری ربوبیت)۔ ساری ربوبیت کا کیا معنی ہے؟ خلق ہے، رزق ہے، ملکیت ہے، تدبیر ہے، نفع و نقصان ہے جتنی بھی چیزیں ہیں زندگی اور موت ہے جو بھی ربوبیت کے معنی ہیں اور وصف ہیں ان سارے کے سارے معنی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ "وَأَنَّهُمْ مَا أَرَادُوا مِمن قَصَدُوا إِلاَّ الشَّفَاعَةَ" پہلی بات:

1۔ کہ اگر اس نے اقرار کر لیا اس مخالف نے کہ جو مشرکین عرب ہیں ربوبیت پر ان کو اقرار تھا کوئی اعتراض نہیں تھا بلکہ جو ساری کی ساری ربوبیت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مانتے تھے توحید ربوبیت کے وہ قائل تھے دوسرے لفظوں میں۔

2۔ پھر اگر وہ یہ جان لے اگر اس کا بھی وہ اقرار کرے "وَأَنَّهُمْ مَا أَرَادُوا مِمن قَصَدُوا إِلاَّ الشَّفَاعَةَ" کہ جن کو ان لوگوں نے معبود بنایا ہے مشرکین عرب نے اس کے باوجود کہ وہ اللہ تعالیٰ کو واحد ربّ جانتے ہیں لیکن جن کو معبود بنایا ہے ان سے وہ کیا چاہتے تھے سوائے شفاعت کے؟ صرف شفاعت ہی تو چاہتے تھے ناں۔

"وَلٰكِنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ فِعْلِهِمْ وَفِعْلِهِ بِمَا ذَكَرَهُ "اگر وہ اقرار کرلے، اب مسئلہ آتا ہے اس غلط فہمی کا کہ وہ کہتا ہے کہ ہمارا اور ان کو جو فعل ہے وہ بالکل الگ الگ ہے، ہم پکارتے ہیں انبیاء اور اولیاء کو اور پکارتے ہیں بتوں کو۔ یہ آیتیں ہیں بتوں کی عبادت کرنے والوں کی اور وہ آیتیں جن کو آپ ہمارے اوپر لاگو کرتے ہیں یہ وہی آیتیں ہیں جو بتوں کے لیے تھیں تو ہم دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَاذْكُرْ لَهُ، أَنَّ الْكُفَّارَ مِنْهُمْ مَنْ يَدْعُو الْأَصْنَامَ"۔ جب وہ یہ کہے ناں کہ میرا اور ان کا عمل تو بالکل مختلف ہے میں مسلمان ہوں وہ کافر ہیں، وہ بتوں کو پکارتے ہیں اور میں نبی کو پکارتا ہوں دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں!؟ غلط فہمی ہے ناں یہ، شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَاذْكُرْ لَهُ" (اس کو یہ بتاؤ) "أَنَّ الْكُفَّارَ مِنْهُمْ مَنْ يَدْعُو الْأَصْنَامَ" (بعض کافر ایسے ہیں جو بتوں کو پکارتے ہیں) "وَمِنْهُمْ مَنْ يَدْعُو الْأَوْلِيَاءَ" (بعض کافر ایسے بھی تھے جو اولیاء کو پکارتے تھے) "قَالَ اللّٰهُ فِيهِمْ" (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان کے متعلق:

﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ﴾ (الاسراء:57)

﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ﴾ (جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پکارتے ہیں) ﴿يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾ (وہ خود اللہ تعالیٰ کے حضور ذریعہ قرب تلاش کرتے ہیں) ﴿اَيُّهُمْ اَقْرَبُ﴾ (تو ان میں سے کون اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہے)۔

اور مفسرین فرماتے ہیں اس آیت کریمہ کے متعلق کہ بعض ایسے لوگ تھے جو جنوں کی عبادت کرتے تھے جنوں کو پکارتے تھے ۔ جن مسلمان ہو گئے جنوں نے اسلام قبول کیا اور یہ جو انسان تھے اپنے شرک پر باقی رہے اور جنوں کو بھی پکارتے رہے، عجب بات دیکھیں! تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ﴾ جو ان جنوں کو پکارتے ہیں جن اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا چاہتے ہیں یہ مشرک بھی قریب ہونا چاہتے ہیں لیکن جن کو یہ مشرک پکار رہے ہیں وہ خود اللہ تعالیٰ سے دور ہو رہے ہیں ان جنوں کو شرک ٹھہراتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں۔ عجب سی بات ہے کہ نہیں کتنی عجیب بات ہے!

وسیلے کا مطلب کیا ہے اس آیت کریمہ میں؟ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا قرب، وسیلے کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا اور یاد رکھیں یہ وہ وسیلہ نہیں ہے جو یہ لوگ سمجھتے ہیں یعنی وہ یہ کہتے ہیں کہ (ہم اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا چاہتے ہیں ان اولیاء کو پکار کر) یہ بات بالکل غلط ہے۔ وسیلے کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل توحید سے ہوتی ہے شرک سے کبھی نہیں ہوتی، اتباع سنت سے ہوتی ہے بدعت سے کبھی نہیں ہوتی، فرماں برداری سے ہوتی ہے نافرمانی سے کبھی نہیں ہوتی۔

اور پھر یہ بھی دیکھیں کہ اس وسیلے کا صحیح مفہوم کس نے سمجھا ہے؟ صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡھُمَ نے۔ کیا صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡھُمَ نے کبھی نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد وسیلہ بنایا؟ کیا دوسرے صحابہ کے سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡہُ کو وسیلہ بنایا یا سیدنا عمر بن خطاب رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡہُ کو وسیلہ بنایا وفات کے بعد؟ کیا کسی تابعی نے کسی صحابی کو وسیلہ بنایا؟ اتباع التابعین یا تابعین نے صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡہُ کو یا آپ ﷺ کو وسیلہ بنایا؟ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں کسی فوت شدہ نبی کو وسیلہ بنایا؟ اگر وسیلہ کا معنی یہ ہوتا تو آپ ﷺ سب سے پہلے بیان فرماتے یا صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡھُمَ کو تعلیم دیتے یا صحابہ کرام اس پر عمل کرتے یا صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡھُمَ تابعین کو اپنے شاگردوں کو یہ تعلیم دیتے بہترین تین زمانوں میں تو اس کا نام و نشان ہی نہیں تھا یہ بعد میں کیسے بن گیا؟ یارسول اللہ میری مدد فرما، یہ توحید بن گئی! نبی کو پکارنا یا ولی کو پکارنا یہ کس نے کہا ہے کہ اسے وسیلہ کہتے ہیں! تفصیل آگے آئے گی لیکن میں صرف ایک بنیادی بات بتانا چاہتا ہوں جہاں سے میں سے شروع کیا تھا کہ جب آیتوں کی وضاحت کریں تو سلف کے جو اقوال ہیں سلف کا جو طریقہ ہے وہ بیان کر دیا کریں بات بالکل آسان ہو جاتی ہے اور جو غلط فہمی کا شکار ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کی خیر چاہتا ہے اور وہ بھی اپنے لیے خیر چاہتا ہے تو پھر اس کو اس بات کی خبر ہونی چاہیے علم ہونا چاہیے کہ جب جو کام صحابہ نے نہیں کیا میں وہ کرنے کیوں جا رہا ہوں؟ سمپل سی بات ہے لیکن شیطان خون میں دوڑتا ہے ناں پھر شیاطین الانس اور جن مل کر کہ اب یہ تمہیں گمراہ کر دیں گے ان کی باتیں نہ سننا دیکھیں کیسی عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں وہابی لوگ ہیں یہ ان سے بچ کر رہنا یہ پریشان کر دیتے ہیں تو قائم رہو یہی تمہارا عقیدہ ہے اسی پر تم مروگے اسی پر تمہیں جنت ملے گی۔ عجب سا عقیدہ ہے بھئی! جس سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے جو ابو جہل اور ابو لہب کا عقیدہ تھا اس میں خیر اس میں جنت ملتی ہے!؟ سبحان اللہ

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور بعض ایسے لوگ تھے، اب دیکھیں بتوں کی عبادت کرتے تھے مشرکین عرب، اولیاء کی عبادت کرتے تھے یہ بھی ثابت ہے قرآن مجید میں، انبیاء علیہم السلام کی عبادت بھی کرتے تھے۔ یہ کس نے کہا ہے کہ مشرکین عرب ابو جہل اور ابو لہب صرف بتوں کی عبادت کرتے تھے؟ یا جن کے خلاف آپ ﷺ نے جنگ کی ہے وہ صرف بتوں کے پجاری تھے یہ کس نے کہا ہے؟ بتوں کے پجاری بھی تھے، اولیاء کے پجاری بھی تھے، فرشتوں کے پجاری بھی تھے اب یہ انبیاء علیہ السلام کی بات آئی ہے دیکھیں ذرا۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَيَدْعُونَ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ ، وَأُمَّهُ" (اور ایسے مشرک تھے اس زمانے میں جو عیسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو بھی پکارتے تھے)۔ کون؟ نصاریٰ۔ نبی کریم ﷺ نے صرف ابو جہل کے خلاف جنگ نہیں کی بلکہ نصاریٰ کے خلاف بھی جنگ کی تھی۔ جنگ موتہ کس کے خلاف تھی سن 8ھ میں؟ "وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى" اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۔ 75 قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (المائدۃ:75-76)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ﴾ (مسیح ابن مریم π تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) ﴿قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ (ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں) ﴿وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ﴾ (اور ان کی ماں صدیقہ تھی)۔ صدیقہ بڑا مرتبہ ہے نبوت کے بعد۔ ﴿كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ﴾ (وہ دونوں کھانا کھاتے تھے) ﴿انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ﴾ (ذرا دیکھیں ہم ان کے لیے آیتوں کو کس طریقے سے کھول کھول کر وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں) ﴿ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾ (پھر دیکھے کہ وہ کدھر کس طرف لٹکے جاتے ہیں) ﴿قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا﴾ (اے پیارے پیغمبر ﷺ ان سے پوچھیے یا ان کو کہہ دیجئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کیوں کرتے ہو جس کو تمہارے نفع و نقصان کا کچھ اختیار نہیں ﴿وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (اور اللہ تعالیٰ ہی سنتا اور جانتا ہے)۔

اس آیت کریمہ میں جن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کیو الدہ کو پکارا ہے ان کو معبود بنایا ہے ان کا ذکر کیا جارہا ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی تھے اور عجب بات یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ اور کھانا کھانے والا محتاج ہوتا ہے اور جو محتاج ہوتا ہے وہ کسی کے لیے کیا حجت روا ہو سکتا ہے! دونوں کھانا کھاتے تھے ﴿كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ﴾ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم دیکھیں کس طریقے سے کھول کھول کر آیتیں بیان کرتے ہیں وضاحت کے ساتھ پھر بھی یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں پھر بھی حق کی اتباع نہیں کرنا چاہتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ واضح بیان فرمایا ہے کہ کیا تم ان لوگوں کی عبادت کرتے ہو جو اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں اور جو تمہارے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ سبحان اللہ، جو خود محتاج ہے نفع و نقصان کا اپنے لیے بھی اور دوسروں کے لیے بھی وہ خود کیسے معبود ہو سکتا ہے اسے کیسے پکارا جا سکتا ہے!؟ ﴿وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ اللہ تعالیٰ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ کیا یہ ہر وقت سنتے ہیں؟ سب کی سنتے ہیں؟ سب کچھ جانتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہی واحد اکیلی ذات ہے جو ہر وقت سنتی ہے ہر آن میں سنتی ہے ہر زبان کو سنتی ہے سب لوگوں کی سنتی ہے اور سب کی ایک وقت میں حاجت پوری کرتی ہے، ایک ذات ہے اور وہ سمیع بھی ہے اور علیم بھی ہے۔

سمیع اور علیم میں کیا فرق ہے؟ سمیع، ہم سنتے ہیں بات جو کی جاتی ہے اور علیم، ہم جانتے ہیں وہ بات یا تو دیکھنے سے جانتے ہیں یا حالت سے جانتے ہیں اللہ اتنا بڑا علیم ہے کہ دل کی اندر چھپی ہوئی بات کو بھی جانتا ہے اور آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے۔

کیا عیسیٰ علیہ السلام یہ جانتے تھے؟ کیا محمد ﷺ یہ جانتے تھے؟ نہیں جانتے تھے۔ تو پھر ان کو معبود کیسے بنا سکتے ہو جو نہ تو مکمل سمع رکھتے ہیں اور نہ ہی مکمل علم رکھتے ہیں اور خود بھی محتاج ہیں۔ اللہ اکبر

"وَاذْكُرْ لَه قَوْلَهٗ تَعَالٰی" اور یہ بھی اس شخص کو بیان کرو ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ 40 قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ﴾ (سبأ:40-41)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا﴾ (جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا حشر کرے کا سب کا میدان محشر میں) ﴿ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ﴾ (پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کہے گا) ﴿أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ﴾ (کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟) ﴿قَالُوا سُبْحَانَكَ﴾ (وہ فرشتے کہیں گے اے اللہ تعالیٰ تو پاک ہے) ﴿أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ﴾ (آپ کے سوا ہمارا دوست ہے ہی نہیں یعنی آپ کے سوا ہمارا تو کوئی دوست ہی نہیں ہے) ﴿بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ﴾ (بلکہ یہ لوگ تو جنوں کی پوجا کیا کرتے تھے جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور ان میں سے اکثر ان پر ایمان رکھتے تھے)۔

اس آیت کریمہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فرشتوں کی بھی عبادت کی گئی۔ بعض ایسے مشرک تھے جو فرشتوں کو پکارتے تھے جو فرشتوں کی عبادت کرتے تھے تو فرشتے قیامت کے دن بری ہو جائیں گے ان لوگوں سے جن لوگوں نے ان کو پکارا اور شریک ٹھہرایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور حق بات بیان کریں گے کہ یہ لوگ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے حقیقت میں جنوں کی عبادت کرتے تھے لیکن یہ سمجھتے تھے کہ ہم فرشتے ان کے ساتھ ہیں۔

اور ایک بڑی غلط فہمی آج کل ہو رہی ہے میرے بھائیو، میں نے صوفیوں کی بات کی ہے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور بعض اولیاء کی خدمت کرتے ہیں۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے اور یہی وہ شر کا دروازہ تھا جس کی وجہ سے بعض لوگ گمراہ ہوئے اور گمراہی کی دلدل میں غرق ہوتے گئے اور شرک جیسے بڑے گناہ کیا ارتکاب کیا۔ اور بعض صوفیوں کا یہ باطل عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی ہر سورت کے ساتھ ایک مؤکل ہے۔ اور یہ مؤکل کیا ہے؟ فرشتہ ہے اور جب اس کو خاص طریقے سے پڑھتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کا نام خاص طریقے سے آپ لیتے ہیں تو پھر وہ جو مؤکل تھا اس سورت کا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے گا۔ میرے بھائیو، یہ سارے کے سارے جن ہیں فرشتے نہیں ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ نے اس لیے مقرر نہیں کیے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، یہ شیطان ہے یہ جن ہیں یہ کہتے ہیں کہ ہم فرشتے ہیں۔ اس لیے سب سے پہلے وہ کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بزرگ ہیں ہم لوگ آپ کی خدمت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں متعین کیا ہے ہم فرشتے ہیں اور خیر خواہی کی بات کریں گے اگر پہلے سے آکر شرک کی بات کرنا شروع کر دیں تو کون مانے گا تو استدراج ہوتا ہے آہستہ

آہستہ کہ نماز پڑھو نماز کے لیے اسے جگائیں گے ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بغیر الارم کے جاگ جاتے ہیں ۔ کس نے جگایا ہے ؟ مؤکل نے جگایا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے متعین کیے گئے ہیں ۔ اچھا، اٹھے نماز کے لیے نماز پڑھی پھر آہستہ آہستہ صدقات اور خیرات اور اچھی بات، تلاوت قرآن کرتے کرتے آہستہ آہستہ پھر آہستہ آہستہ بدعت کی طرف شرک کی طرف آہستہ آہستہ لے کر آتے ہیں، جادو کی طرف کہ تعویذ میں کوئی حرج نہیں ہے یہ تعویذ لکھ لو اس میں خیر و عافیت ہے لوگوں کو شفاء ملتی ہے ۔ کئی لوگوں کے پاؤں پھسلے ہیں اور کئی صوفی بے چارے شرک کی دلدل میں غرق ہوئے ہیں اس دروازے کی وجہ سے اس چور دروازے کی وجہ سے ۔

میرے بھائی، اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ فرشتے قیامت کے دن بری ہو جائیں گے ۔ دیکھیں بعض فرشتے اللہ تعالیٰ نے مسخر کیے ہیں ہمارے لیے اس کی دلیل موجود ہے ۔ فرشتے ہماری حفاظت کرتے ہیں اس کی دلیل موجود ہے، فرشتے جو آپ ﷺ پر درود ہم پڑھتے ہیں وہ پہنچاتے ہیں مقرر کیے گئے ہیں اس کی دلیل موجود ہے لیکن فرشتے قرآن مجید کی سورتوں کے ساتھ یا بعض آیتوں کے ساتھ یا بعض اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں وہ مؤکل ہیں اس کی دلیل کیا ہے ؟اور پھر بڑا خطرہ ہے شیطان یہ کام کرتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور اپنا کام کر دیتا ہے شیطان اور ان کی اپنی کتابیں ان قصوں سے بھری ہوئی ہیں عجیب و غریب قصے ہیں ۔ ایک بزرگ تھا اس نے دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ آرہا ہے سبز گھوڑا ہے سبز ایک شخص بیٹھا ہے سبز اس نے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اس کے سر پر سبز پگڑی ہے اس کے ہاتھ میں سبز رنگ کا شربت ہے اور وہ آکر اس نے فلان بزرگ کو دیا اس بزرگ نے پی لیا اس کے منہ سے ایسی خوشبو آرہی تھی جو کبھی کسی نے سونگھی نہیں تھی ۔

یہ میرے بھائی کس نے کہا ہے فرشتے سبز رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں سبز پگڑی پہنتے ہیں گھوڑے بھی ان کے سبز ہوتے ہیں ؟ پہلے تو یہ سبزی کہاں سے آئی ہے ؟ اور پھر تمہیں وحی نازل ہوئی ہے کہ یہ فرشتہ تھا جو آیا ہے !؟ دیکھیں غیب کی خبر ہے اور ایک راستہ ہے غیب کو جاننے کا وہ ہے وحی اور وحی کا دروازہ بند ہو چکا ہے کیوں کہ نبوت کا دروازہ بند تو وحی کا دروازہ بند ۔ اب کس نے یہ خبر دی ہے کہ یہ فرشتہ ہے ؟ شیطان بھی تو ہو سکتا ہے ؟ کیا شیطان فرشتے کا نام فرشتے کی شکل و صورت اپنا سکتا ہے کہ نہیں ؟ اپنا سکتا ہے ۔ صرف ایک شخصیت ایسی ہے جس کی شیطان کو جرأت نہیں ہے کہ اس شخصیت کی شکل اپنا سکے صورت اپنا سکے اور وہ ہیں ہمارے پیارے پیغمبر سید المرسلین سید ولد آدم محمد مصطفیٰ ﷺ ۔ "فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي، لَا يَتَكَوَّنُنِي ، لَا يَتَصَوَّرُ بِي" مختلف الفاظ ہیں صحیح بخاری، صحیح مسلم میں اور ترمذی کی روایات میں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیطان نبی کریم ﷺ کی شکل مبارک حلیہ مبارک نہیں اپنا سکتا ۔ کیا نام لے سکتا ہے ؟ نام تو لے سکتا ہے کیوں کہ نام کے منع کی کوئی دلیل نہیں ہے ۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے سفید داڑھی تھی عینک پہنی ہوئی تھی سر پر پگڑی

تھی تو اس شخص نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا ہے کیوں کہ آپ ﷺ نے کبھی عینک کا استعمال نہیں کیا اور نہ ہی آپ ﷺ کی پوری داڑھی مبارک سفید تھی۔ یہ کیا تھا؟ واللہ اعلم کیا تھا لیکن نبی کریم ﷺ نہیں تھے۔ یہ بھی دلیل آگئی کہ مشرکین نے فرشتوں کی عبادت بھی کی ہے۔ آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں"وَقَوْلَهُ تَعَالَى" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (المائدۃ:116)

﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ﴾

(اور جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا ﴿يَا عِيسَى﴾ (اے عیسیٰ) ﴿ابْنَ مَرْيَمَ﴾ (یا عیسیٰ ابن مریم) ﴿أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ﴾ (کیا تم نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تم مجھے اور میری ماں کو دو معبود بنا لو) ﴿قَالَ﴾ (عیسیٰ علیہ السلام جواب میں عرض کریں گے) ﴿سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ﴾ (اے اللہ تو پاک ہے مجھے لائق نہیں تھا کہ ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں) ﴿إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ﴾ (اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھے علم ہو چکا ہوگا) ﴿تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ﴾ (جو بات میرے دل میں چھپی ہے میرے نفس میں چھپی ہے تو وہ بھی جانتا ہے اور جو تیرے نفس میں بات ہے اس کو میں نہیں جانتا) ﴿إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ﴾ (بے شک تو ہی پوشیدہ باتوں کو خوب جاننے والا ہے)۔

تو یہاں پر عیسیٰ علیہ السلام اے اللہ تعالیٰ سوال کرے گا میدان محشر میں، کیا لوگوں کو تم نے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا لیں؟ عیسیٰ π بری ہو جائیں گے، فرشتے بھی بری ہو گئے، اولیاء بھی بری ہو جائیں گے اور کہیں گے یا اللہ تعالیٰ ہم نے نہیں کہا یہ خود پکارتے رہے یہ خود شرک کرتے رہے ہم ان سے بری ہیں۔ کیا حالت ہو گی پھر؟ سوائے حسرت اور ندامت کے کیا حالت ہو گی؟ آگے جہنم کھول رہی ہے ستر ہزار لگام ہے ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے مقرر کیے گئے ہیں کیا حالت ہو گی؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں "فَقُلْ لَهُ" (اور یہ بھی کہو) "عَرَفْتَ أَنَّ اللهَ كَفَّرَ مَنْ قَصَدَ الأَصْنَامَ ، وَكَفَّرَ أَيْضاً مَنْ قَصَدَ الصَّالِحِينَ" (کیا تم یہ جان چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی کافر قرار دیا جن لوگوں نے بتوں کی عبادت کی) "قَصَدَ" یعنی ارادہ کیا عبادت کا نیت کی عبادت کی یا بتوں کی عبادت کی۔ "وَكَفَّرَ أَيْضاً مَنْ قَصَدَ الصَّالِحِينَ" (اور ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے کافر ٹھہرایا جن لوگوں نے صالحین کو پکارا ان کو معبود بنایا)۔ صالحین میں سب شامل ہیں فرشتے، انبیاء علیہ السلام اور اولیاء سارے شامل ہیں "وَقَاتَلَهُمْ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم" (اور نبی کریم ﷺ نے ان کے خلاف مقاتلہ کیا جہاد کیا)۔

بڑی غلط فہمی نمبر3: وہ کہتے ہیں کہ کفار بتوں کی پوجا کرتے تھے اور ان سے مانگتے بھی تھے جب کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ نفع و نقصان کا مالک اور کائنات کا مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم اسی سے مانگتے ہیں، اولیاء و صالحین کو اس کا اختیار حاصل نہیں ہے لیکن ہم اس لیے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے۔

"فَإِنْ قَالَ، الْكُفَّارُ يُرِيدُونَ مِنْهُم ، وَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ هُوَ النَّافِعُ الضَّارُ الْمُدَبِّرُ ، لا أُرِيدُ إِلاَّ مِنْهُ"۔ تیسری غلط فہمی نوٹ کر لیں:

3۔ اگر وہ یہ کہیں "الْكُفَّارُ يُرِيدُونَ مِنْهُم" (کافر توان ہی سے مانگتے ہیں)۔ بتوں سے مانگتے ہیں فرشتوں سے مانگتے ہیں یا انبیاء سے مانگتے ہیں ان ہی سے مانگتے ہیں۔ " وَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ هُوَ النَّافِعُ الضَّارُ "(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی نفع و نقصان کا مالک ہے) "الْمُدَبِّرُ" (وہی تدبیر کرنے والا ہے) " لا أُرِيدُ إِلاَّ مِنْهُ"(میں تو صرف اسی کو پکارتا ہوں اور اسی سے چاہتا ہوں) "وَالصَّالِحُونَ" (اور میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ جو صالح ہیں)۔ جتنے بھی صالح ہیں انبیاء ہیں اولیاء ہیں فرشتے ہیں۔ "لَيْسَ لَهُمْ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ"(کہ ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے)"وَلَكِنْ أَقْصُدُهُمْ أَرْجُو مِنَ اللَّهِ شَفَاعَتَهُمْ" (میں اس لیے ان کا قصد کرتا ہوں ان کو اس لیے پکارتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے ان کی شفاعت طلب کرتا ہوں)۔ میں اللہ تعالیٰ سے شفاعت کی امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں میرا شفیع بنا دے گا۔

"فَالْجَوَابُ" (شیخ صاحب فرماتے ہیں) "أَنَّ هَذَا قَوْلُ الْكُفَّارِ سَوَاءٌ بِسَوَاءٍ" (یہی تو قول کافروں کا تھا مشرکین عرب کا تھا بالکل برابر "سَوَاءٌ بِسَوَاءٍ" وہی الفاظ ہیں کوئی نئی بات نہیں ہے) "فَاقْرَأْ عَلَيْهِ قَوْلَهُ تَعَالَى" اور اس کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا دو جب وہ یہ بات کرے:

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر:3)

(اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں) ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ﴾ (ان کی ہم عبادت نہیں کرتے) ﴿اِلَّا﴾ (سوائے اس کے)۔ استثناء ہے۔ کیوں؟ ﴿لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (تاکہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں)۔

اصل مقصد ان کے قصد کا ان کی عبادت کا ان کو ذاتی پکارنا نہیں تھا اصل مقصد تھا اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا۔ تم لوگ بھی یہی کہتے ہو کہ اصل مقصد ہمارا ان کی ذات نہیں ہے صالح کی ذات نہیں ہے، فرشتے یا نبی یا ولی کی نہیں ہم تو اصل بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا چاہتے، یہی بات تو انہوں نے بھی کہی ہے اس کی نشاندہی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں

فرمائی ہے سورۃ الزمر آیت نمبر 3 میں ﴿وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ ۘ مَا نَعۡبُدُہُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی﴾، ﴿مَا نَعۡبُدُہُمۡ﴾ میں سب شامل ہیں۔ درخت ہے، پتھر، نبی ہے، ولی ہے، فرشتہ ہے جیسے میں بیان کر چکا ہوں پہلے۔"وَقَوْلَهُ تَعَالَى" اور یہ بھی آیت اسے سناؤ: ﴿وَیَقُوۡلُوۡنَ ہٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰہِ﴾ (یونس:18)

(اور وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے شفیع ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت کرنے والے ہیں)

یہ دو آیتیں جو ہیں یہ کمر توڑ جواب ہیں جیسے کہتے ہیں ناں مخالف کے لیے۔کیا فرق ہے آپ لوگوں کے پکارنے میں اور ابو جہل اور ابو لہب کے پکارنے میں یا ایک کرسچن کے پکارنے میں؟ کیا فرق ہے؟ وہ بھی ذاتی طور پر ان کو نہیں پکارتے تھے وہ بھی وسیلہ بنا کر پکارتے تھے، شفیع بنا کر پکارتے تھے تم بھی وہی کچھ کر رہے ہو تو فرق کیا ہے دونوں میں؟

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَاعْلَمْ" (اور یہ اچھی طرح جان لو) "أَنَّ هَذِهِ الشُّبَهَ الثَّلاثَ" (یہ تین غلط فہمیاں) "هِيَ أَكْبَرُ مَا عِنْدَهُمْ" (یہ سب سے بڑی غلط فہمیاں ہیں ان کے ہاں،سب سے بڑی) "فَإِذَا عَرَفْتَ أَنَّ اللهَ وَضَّحَهَا فِي كِتَابِهِ" (اور اگر آپ یہ جانیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان غلط فہمیوں کی وضاحت اور جواب اپنے کلام قرآن مجید میں کلام پاک میں بیان کر دیا ہے وضاحت کر دی ہے، ہماری وضاحت کر دی ہے) "وَفَهِمْتَهَا فَهْمًا جَيِّدًا" (اور تم نے ان آیات کو اچھی طرح سمجھ لیا) "فَمَا بَعْدَهَا أَيْسَرُ مِنْهَا" (تو بعد کی غلط فہمیاں ان تین غلط فہمیوں سے زیادہ آسان ہیں)۔

یہ آیتیں تھیں میں آپ کو ایک حدیث بھی سنا دوں کہ دیکھیں صرف آیتیں نہیں ہیں بلکہ ہمارے پاس جو جواب ہیں جن کی وضاحت آپ ﷺ نے کی ہے اور صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ کے جو اقوال اور اعمال ہیں اور سلف کے اعمال وہ ہمارے سامنے ہیں کہ انہوں نے کس طریقے سے آیتوں کو سمجھا ہے وہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں لیکن ایک حدیث پر ذرا غور کریں اسی وسیلے اور شفاعت کے متعلق۔

سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ سوال کیا نبی کریم ﷺ سے "مَنْ أَسْعدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَا رَسُولَ اللهِ" (اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ وہ کون سا خوش قسمت شخص ہے جو آپ کی شفاعت کا حق دار ہے قیامت کے دن)؟ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "مَنْ قَالَ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ" (جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خلوص قلب کے ساتھ کہا ہے وہ میری شفاعت کا حق دار ہے میری شفاعت اس کو نصیب ہو گی قیامت کے دن)۔

اچھا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ توٹھیک ہے ہم سب پڑھتے ہیں کلمہ یہ "خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ" کی قید کیوں ہے؟ یہ کلمہ میرے بھائی زبان سے کافی نہیں ہے خلوص زبان سے نہیں کیا جاتا خلوص دل سے کیا جاتا ہے۔ خلوص دل کا عمل ہے یا زبان کا عمل ہے؟ دل کا عمل ہے۔ خلوص کا معنی کیا ہے؟ کہ کسی دوسری ذات کی گنجائش نہیں ہوتی پھر اسے خلوص کہتے ہیں۔ جس نے کلمہ پڑھا زبان

سے لیکن دل سے اخلاص کے ساتھ تو یہ کلمہ اس کے کام آ سکتا ہے اور میں بھی اس کا شفیع بن جاؤں گا۔ لیکن جس نے کلمہ تو پڑھا ہے اور خلوص نہیں کیا شفاعت کا حق دار ہو گا؟ نہیں ہو گا یہ واضح حدیث ہے "مَنْ قَال، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خَالصًا مِنْ قَلْبِه أَو نَفْسِه"۔ خَالصًا، اگر یہ لفظ نہ ہوتا جس نے کلمہ پڑھا بس کافی تھا ناں تو اس لفظ خلوص کے لفظ کی قید کیوں لگائی ہے؟ کیا نعوذ باللہ آپ ﷺ بھول گئے تھے ایسے ہی کہہ دیا تھا یا بغیر کسی وجہ کے یوں ہی فرما دیا یا اس قید کی بڑی اہمیت ہے؟ بڑی اہمیت ہے اور یہ نشاندہی ہے ایک نشانی ہے ایک نشاندہی کر رہے ہیں آپ ﷺ کہ کلمہ توحید اور کلمہ شہادت کی بھی شرطیں ہوتی ہیں ان میں سے شرط ہے اخلاص۔ باقی کون سی شرطیں ہیں؟ ٹوٹل آٹھ شرطیں ہیں کلمہ توحید کی۔ کون سی شرطیں ہیں جانتے ہیں:

1۔ العلم۔

2۔ الیقین۔

3۔ الصدق (سچائی)۔

4۔ الاخلاص۔

5۔ محبت۔

6۔ الانقیاد۔

7۔ القبول۔

8۔ الکفر بالطاغوت۔

سب دلائل موجود ہیں قرآن اور صحیح حدیث میں۔ محض زبان کا قول کافی نہیں ہے میرے بھائیو اس زبان کے قول کا حق کلمہ توحید کا حق بھی ادا کرنا فرض ہے اور کلمہ توحید کا حق ادا ہوتا ہے جب اس کی شرطیں اور ارکان سمجھے جاتے ہیں اور ان پر عمل کیا جاتا ہے۔

دوسری حدیث پر غور کریں ذرا، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اور یہ بڑی پیاری حدیث ہے "لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ" (ہر نبی کی ایک دعوت تھی "مُسْتَجَابَةٌ" جسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا ہے)۔ ہر نبی کی ایک دعوۃ ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے یہ نبی کی خاصیت ہے، باقی دعائیں قبول ہوں نہ ہوں لیکن ایک دعا ایسی ہوتی ہے وہ نبی بھی جانتا ہے وحی کے ذریعے سے کہ میں مانگوں گا تو یہ پوری ہو گی "دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ"۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ" (ہر نبی نے اپنی اس دعوۃ میں جلدی کی اور دنیا میں مانگ لی)۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں سید المرسلین رحمت للعالمین ﷺ "وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (اور میں نے اپنی دعا کو سنبھال کر رکھا ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے

دن)۔ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا نہیں مانگی اپنے لیے، دیکھیں اپنے صحابہ کرام کے لیے بھی نہیں، اپنے سب سے پیارے انسان کے لیے بھی نہیں۔ سیدہ عائشہ رَضِيَ اللہُ عَنْھَا بار بار آپ ﷺ کے پاس آتیں اور کہتیں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد دے اولاد کے لیے تڑپتی رہیں۔ ہر شادی شدہ عورت کی ایک خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اولاد سے نوازے، نبی رحمت ﷺ کی رحمت تو دیکھیں اپنی امت کے ساتھ۔ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ سب سے پیارا انسان کون ہے؟ کیا جواب دیا آپ ﷺ نے؟"عَائِشَة"(سیدہ عائشہ رَضِيَ اللہُ عَنْھَا جو ہیں وہ سب سے پیاری ہیں)۔ مردوں میں سے؟ "أَبُوهَا" (ان کا والد)۔

نبی کریم ﷺ کو مشکل سے مشکل گھڑیاں برداشت کرنی پڑیں بڑی مصیبتیں تھیں بڑی آزمائشیں تھیں لیکن یہ دعا نہیں مانگی۔ طائف کا سفر دیکھ لیں، جنگ اُحد دیکھ لیں، جنگ خندق دیکھ لیں کتنی مشکلات تھیں اس کے باوجود بھی نبی کریم ﷺ نے یہ دعا سنبھال کر رکھی ہے۔ میرے بھائی کس کے لیے؟ "شَفَاعَةً لِأُمَّتِي" آپ کے لیے اور میرے لیے میرے بھائیو! ہمیں شرم نہیں آتی کہ ہم نافرمانیں کرتے ہیں، نبی رحمت ﷺ نے ہمارے لیے اپنی امت کے لیے اپنی ایک دعا جو اللہ تعالیٰ نے ضرور قبول کرنی تھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا وہ نہیں مانگی اپنی امت سے اتنا پیار اتنی محبت اتنا خلوص! کہ آپ اس دنیا میں جیسی بھی تکلیفیں تھیں وہ برداشت کر کے چلے گئے اپنے پیاروں کی تکلیفیں بھی برداشت کیں لیکن یہ دعا "شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ" ۔ آگے آپ ﷺ فرماتے ہیں یہ اچھی طرح سن لیں "فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ" (یہ شفاعت ہر اس شخص کو ملے گی میری امت میں سے) "مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا" (جو شخص میری امت میں اس حالت میں مرے گا کہ اس نے کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا اس شخص کو یہ شفاعت نصیب ہوگی)۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کلمہ گو مشرک نہیں ہو سکتا، کلمہ پڑھ لیا تو شرک ہو ہی نہیں سکتا بات ختم ہو گئی۔ نبی رحمت ﷺ واضح الفاظ میں فرماتے ہیں، میری امت میں سے جو لوگ مریں گے اس حالت میں کہ انہوں نے کبھی شرک نہیں کیا تو وہ شفاعت کے حق دار ہوں گے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے شفاعت کے متعلق اور اس پر میں بات ختم کرتا ہوں، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ آدھی جنت تیری امت کے نام کر دوں یا شفاعت تمہیں دے دوں۔ آدھی جنت آپ ﷺ کے امتی ہیں یعنی تمہاری امت میں سے آدھے لوگوں کو جنت میں داخل کر دوں یا تمہیں شفاعت دے دوں؟ نبی کریم ﷺ نے شفاعت کی اللہ تعالیٰ سے گزارش کی اور ہمارا ایمان ہے کہ آپ ﷺ نے شفاعت کی اس لیے گزارش کی کہ قیامت کے دن جنت میں

آدھے سے زیادہ لوگ آپ ﷺ کے امتی ہوں گے۔ کیسے ؟ کہ دونوں میں سے کیا ملنا تھا آدھے یا سفارش، شفاعت ؟ یعنی شفاعتی زیادہ ہیں۔ آدھے تو متعین ہو گئے ناں سفارش سے زیادہ ہو سکتے ہیں کہ نہیں؟ زیادہ ہو سکتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ جو لوگ شرک اور بدعات کر رہے ہیں وہ امت سے خارج ہو رہے ہیں، کفر کا مرتکب امتی نہیں رہا کفر کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے، شرک کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے۔

سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب اليك